# E-Content

Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India

## Subject / Course - M.A. Urdu

**Paper** : 07 – Ghair Afsanvi Adab

**Module Name/Title** : Tanz o Mizah

| DEVELOPMENT TEAM | |
|---|---|
| **CONTENT** | DDE, MANUU /Prof. Rahmat Yousuf Zai, Dr. Mustafa Kamal |
| **PRESENTATION** | Prof. Rahmat Yousuf Zai, Dr. Mustafa Kamal |
| **PRODUCER** | Rafiq Ur Rahman |

IMC MANUU
Instructional Media Centre
Maulana Azad National Urdu University
Gachibowli, Hyderabad - 32
T.S. India
//imcmanuu

# اکائی 20 : طنز ومزاح کیا ہے

ساخت


20.1 تمہید

20.2 ہنسی کیا ہے؟

20.3 مزاح کی تعریف

20.4 ادب اور مزاح

20.5 طنز کیا ہے؟

20.6 طنز اور مزاح کا باہمی ربط

20.7 خلاصہ

20.8 نمونہ امتحانی سوالات

20.9 فرہنگ

20.10 سفارش کردہ کتابیں


## 20.1 تمہید

انسانی زندگی میں خوشی اور غم دو اہم پہلو ہیں۔ انسان ہمیشہ سے یہ چاہتا ہے کہ وہ غموں سے دور رہے اور خوشی کا ہالہ ہمیشہ اس کے اطراف رہے، لیکن یہ بات ہمیشہ ممکن نہیں ہوسکتی ۔ نامساعد حالات اور الجھنیں انسان کو مسرت سے دور رکھتے ہیں اور جب وہ اپنے مسائل پر قابو پالیتا ہے تو ایک عجب سی مسرت اس کے رگ وپے پر چھانے لگتی ہے۔ اس مسرت کا اظہار اکثر مسکراہٹ، ہنسی یا قہقہے کی شکل میں ہوتا ہے۔ انسان کو ہنسنے والا جانور کہا گیا ہے کیونکہ دوسرے جاندار اس کیفیت سے محروم ہوتے ہیں۔ بعض لوگ مسرت کے اظہار کو دبا لیتے ہیں پھر بھی چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ضرور نمودار ہو جاتی ہے۔ اس طرح کے لوگ یا تو خشک مزاج ہوتے ہیں یا پھر اپنے آپ پر سنجیدگی کا لبادہ ڈال لیتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ زور سے ہنسنا یا قہقہہ لگانا بدتمیزی کی علامت ہے۔ لیکن ایک عام انسان شدید مسرت کو ہنسی اور قہقہے کے روپ میں ظاہر کرتا ہے۔

اردو ادب میں طنز ومزاح کی روایت بہت قدیم ہے۔ چنانچہ اردو کی سب سے پہلی داستان ''سب رس'' میں مزاح کے ہلکے ہلکے اشارے نظر آتے ہیں۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا ادب میں طنز ومزاح نے اپنی جگہ بنالی۔ ادب کی کوئی صنف ایسی نہیں ہے جس میں ادیبوں اور شاعروں نے طنز ومزاح کا استعمال نہ کیا ہو۔ زندگی کے مسائل سے مقابلہ کرنے کے لیے طنز ومزاح ایک اہم ذریعہ ہے۔

## 20.2 ہنسی کیا ہے؟

انسان پر مسرت کی یلغار ہو تو اس کے چہرے کے تاثرات بدل جاتے ہیں۔ حلق سے سانس ایک خاص انداز میں خارج ہوتی ہے ، باچھیں کھل جاتی ہیں ، دانت باہر نکل آتے ہیں اور جسم کے روم روم سے انبساط جھلکنے لگتا ہے۔ حلق سے نکلنے والی آواز کو ہم ہنسی کہتے ہیں۔ یہ ایک فطری جذبہ ہے جو ہر انسان میں پایا جاتا ہے۔ دل کھول کر ہنسنا انسانی صحت کے لیے لازم ہے اور انسان ہمیشہ یہ کوشش کرتا رہا ہے کہ وہ ہنسنے ہنسانے کا کوئی طریقہ اختیار کرے۔ کیونکہ ہنسی انسان کو کچھ وقت کے لیے ہی سہی غم اور اندوہ سے دور کر دیتی ہے۔ وہ اپنے مسائل کو چند لمحوں کے لیے فراموش کر کے ایک نئی دنیا میں

چلا جاتا ہے۔اس میں تازگی اور فرحت پیدا ہو جاتی ہے۔کبھی کبھی انسان اپنی ناگواری پر پردہ ڈالنے کے لیے بھی ہنسی کا سہارا لیتا اور کبھی اپنی ناکامی کو چھپانے کے لیے بھی ہنسی معاون ثابت ہوتی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ انسان جب اس دنیا میں وارد ہوا تو روتا ہوا آیا لیکن اس کا یہ رونا ماں باپ اور دوسرے لوگوں کے لیے مسرت کا سبب بنتا ہے اور جس کا نتیجہ ہنسی کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔کوئی بے ہنگم سی بات، حرکت یا واقعہ بھی ہنسی کا سبب بنتا ہے۔کسی کا مذاق اڑا کر بھی انسان ہنستا ہے۔احساس برتری اور جذبۂ افتخار بھی ہنسی کا ایک سبب ہیں۔ایک بات یہ بھی ہے کہ ہنسی' خوش دلی کی کیفیت کا اظہار ہے اور یہ کیفیت کسی بھی طرح کی عجیب صورت حال سے پیدا ہو سکتی ہے۔اس کے باوجود ہنسی کے لیے کوئی خاص فارمولا ممکن نہیں۔کبھی کبھی انسان ایک خاص موڈ میں ہو تو بات بات پر ہنستا ہے اور کبھی اس کا موڈ خراب ہو تو کوئی بھی ہنسانے والی بات اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔کلیم الدین احمد کے مطابق جو شخص نہیں ہنستا اس کو انسانوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔وہ لکھتے ہیں:۔

> ''ہنسی عموماً عدم تکمیل اور بے ڈھنگے پن کے احساس کا نتیجہ ہے۔جسے اس کا احساس نہیں یعنی جسے ہنسی نہیں اسے ہم انسان شمار نہیں کریں گے .......... ہنسی بھی ایک انسانی خصوصیت اور زندگی کی ناتمامی کا نتیجہ ہے''۔
>
> (سخن ہائے گفتنی۔ص 316)

کلیم الدین احمد کا یہ خیال بالکل درست ہے کہ جو شخص ہنس نہیں سکتا وہ انسان کہلانے کے قابل نہیں۔ یہاں ایک بات کہنا ضروری ہے۔انھوں نے ہنسی کو عدم تکمیل اور بے ڈھنگے پن کے احساس کا نتیجہ قرار دیا۔وہ کہنا چاہتے ہیں کہ انسان ناکامیوں اور عدم تکمیل کے احساس کے نتیجے میں بھی ہنسنے لگتا ہے اور اس طرح اپنی کمی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ ایک حد تک اس بات کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔لیکن غور کیا جائے تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ہنسی دراصل خوش دلی کی ہنسی نہیں بلکہ یہ کھسیانی ہنسی ہے جس میں ملال' شرمندگی اور مایوسی محسوس کی جا سکتی ہے۔اسی طرح اکثر اوقات عدم تکمیل کا احساس رنج و ملال کا سبب بھی بنتا ہے۔ بے ڈھنگے پن سے ہنسی اس وقت آتی ہے جب کوئی مضحکہ خیز کیفیت پیدا ہو جائے۔لیکن ثقہ محفل میں اگر محض جاہلیت کے نتیجے میں کسی سے بھی کوئی بے ڈھنگی حرکت سرزد ہو جائے تو ماحول پر ناگواری چھا جاتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ قوموں کی ترقی کا راز اس بات میں پوشیدہ ہے کہ وہ اپنے آپ پر ہنسنے کی کتنی صلاحیت رکھتی ہے۔یہ صورت حال فرد پر بھی صادق آتی ہے۔اپنے آپ پر ہنسنا دراصل خود احتسابی ہے۔اور ہنسنے کا یہ عمل فرد اور قوم کی اپنی کمزوریوں سے واقفیت کے نتیجے میں سرزد ہوتا ہے۔اس واقفیت کی وجہ سے کمزوریوں کو دور کرنے میں مدد ملتی ہے۔

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ اگر ایک شخص ہنس رہا ہو تو اسے دیکھ کر دوسرا بھی ہنسنے لگتا ہے۔اسی لیے ہنسی کو متعدی بیماری بھی کہا گیا ہے۔ماہرین نفسیات کے مطابق ہنسی انسانی زندگی کے لیے بے حد ضروری ہے۔ان کے خیال میں ہنسنے سے انسان کی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اس کا اثر عام صحت پر بھی پڑتا ہے چنانچہ ڈاکٹروں کے مطابق ہنسی کئی امراض کا علاج کر سکتی ہے۔دراصل ہنسنے کا عمل انسان کو کچھ لمحوں کے لیے الجھنوں سے چھٹکارا دلا دیتا ہے اور یہی وہ لمحے ہیں جن کی انسان کو ہمیشہ تلاش رہی ہے۔

## اپنی معلومات کی جانچ

1. ہنسی کس کو کہتے ہیں؟
2. یہہ کس نے کہا کہ جو شخص نہیں ہنستا اس کو انسانوں میں شمار نہیں کیا جا سکتا؟

## 20.3 مزاح کی تعریف

مزاح ایک ایسا فطری جذبہ ہے جس کی بنیاد خوش طبعی ہے اور جس کا نتیجہ شادمانی کی کیفیت ہے۔ایسا مزاح جس میں بے ساختہ ہنسی کا عنصر موجود ہو انسان کو زندگی کا لطف عطا کرتا ہے۔مزاح تناؤ کے ماحول کو خوش گوار بناتا ہے اور انسان کے خیالات اور طرز زندگی پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت بھی

رکھتا ہے۔اور اس طرح اسے انسانی زندگی میں ایک دائمی قدر کا رتبہ حاصل ہے۔ سنسکرت کے عالموں نے انسانی جذبات کو نو رسوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک رس ہاسیہ رس ہے جسے زندگی کا ایک بہت ہی اہم جزو مانا جاتا ہے۔

مزاح میں اعتدال ایک اہم عنصر ہے۔ایسا مزاح جو کسی کو تکلیف پہنچانے کا سبب بن جائے وہ کبھی لائق تحسین نہیں ہوسکتا۔کسی شخص میں حس مزاح ہوتو وہ ایک کامیاب انسان بن سکتا ہے۔لیکن حس مزاح کا ہونا اسی وقت ممکن ہے جب انسان میں ذہانت بھی کارفرما ہو۔کبھی کبھی ہم دیکھتے ہیں کہ بہت خوبصورت سا فقرہ یا تلمیحی اشارہ بعض افراد کے سر سے گزر جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ سننے والے کی کم علمی یا ذہانت کی کمی مزاح کے پیرائے میں بیان کردہ نکتے کے ادراک سے محروم رکھتی ہے۔

مزاح کی بنیاد طبیعت کی شگفتگی اور زندہ دلی سے مربوط ہے۔خواجہ عبدالغفور خالص مزاح کی وضاحت یوں کرتے ہیں:

''اس کی کیفیت آمد کی ہے آورد کی نہیں، یہ گھسیٹا ہوا، بنایا ہوا یا گھڑا ہوا مزاح نہیں ........ بلکہ فی البدیہہ اور برجستہ ہوتا ہے۔اس کا سرچشمہ خوش طبعی ہوتا ہے اور خوش کلامی اور خوش گفتاری پھوٹنے والے چشمے کی طرح رواں دواں! صرف صورتِ واقعہ یا انسانی کمزوریاں ہنسی کا محرک نہیں ہوتی ہیں بلکہ ہمدردی یا دل خوش کن باتیں، بیان میں گھلاوٹ یا زبان میں لچک اس کے منبع ہیں۔سمجھ بوجھ، فہم وذکا اور حساس دل، صحیح احتساب اور سلاست اس کے اجزائے ترکیبی ہیں''۔ (طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ۔ص 29)

مزاح میں توازن اور شائستگی بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔اگر مزاح میں توازن اور شائستگی نہ ہو تو پھر وہ پھکڑ پن کہلاتا ہے جسے ثقہ لوگ معیوب سمجھتے ہیں۔مزاح میں اگر بہت زیادہ شوخی شامل ہو جائے تب بھی پھکڑ پن ابھر آتا ہے اسی لیے یہ ملحوظ رکھنا ضروری ہے کہ مزاح کی حدیں توازن اور شائستگی سے جاملتی ہیں۔مولانا حالی جیسے ثقہ اور سنجیدہ ادیب بھی مزاح کے قائل تھے وہ کہتے ہیں۔

''مزاح جب تک مجلس کا دل خوش کرنے کے لیے کیا جائے: ایک ٹھنڈی ہوا کا جھونکا، ایک سہانی خوشبو کی لپٹ جس سے تمام پژمردہ دل باغ باغ ہو جاتے ہیں' ایسا مزاح فلاسفر اور حکماء بلکہ اولیاء وانبیاء نے بھی کیا ہے۔اس سے مرے ہوئے دل زندہ ہو جاتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے تمام پژمردہ کرنے والے غم غلط ہو جاتے ہیں''۔

(مقالات حالی۔ص 149)

زبان کی شیرینی' خوش گفتاری اور لطیف اظہار سے بھی مزاح پیدا ہوتا ہے۔مزاح کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کو نشانہ بنا کر چوٹ کی جائے یا فقرے کسے جائیں۔مرزا رسوا کی مشہور ناول امراو جان ادا میں ایک جگہ امراو جان کہتی ہے:

''آپ مالک ہیں .....''

یہاں اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ آپ آقا ہیں لیکن اس نے مخاطب پر چوٹ کی ہے۔داروغہ دوزخ کا نام مالک ہے اور امراو جان نے مخاطب کو دوزخ کا داروغہ کہہ دیا۔

فقرہ بازی میں احتیاط لازم ہوتی ہے اور اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ اس سے دل کو تکلیف نہ پہنچے اور ایسے فقرے نہ ہوں جن میں تذلیل کا پہلو موجود ہو۔کیوں کہ ایسی صورت میں یہ مزاح کے دائرے سے نکل کر استہزا اور ہجو کا روپ اختیار کر لیتا ہے جس کا نتیجہ رنجش کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو موضوع بنا کر بھی مزاح کی کیفیت پیدا کی جاتی ہے۔ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ سرکس میں جوکر اپنی شکل 'حرکات اور مضحکہ خیز گفتگو سے ناظرین کو ہنسانے میں کامیاب رہتا ہے۔وہ اپنے آپ کو مذاق کا موضوع بناتا ہے۔اپنی قامت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ اپنا مذاق خود اڑاتا ہے 'بیوقوفی کی اداکاری کرتے ہوئے وہ ناظرین کو ہنسنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

انسان کو حیوانِ ظریف کہا جاتا ہے کیونکہ مزاح اور ظرافت کے بغیر انسان کا تصور ممکن نہیں۔ مزاح کا ایک لازمی نتیجہ ہنسی اور مسرت ہے۔ لیکن مزاح صرف تفریحِ طبع کے لیے ہی نہیں ہوتا۔ وہ انسان کو غور و فکر کی دعوت بھی دیتا ہے۔ عموماً مزاح کو تفریح کا مقام دیا جاتا ہے جو پوری طرح صحیح نہیں ہے ۔ کیونکہ مزاح اور ظرافت میں اکثر اصلاحی و مقصدی پہلو بھی شامل ہوتے ہے۔ گویا مزاح ایک ایسا ہتھیار بھی ہے جو انسان کی شخصیت کو سنوارنے اور اس کی خامیوں کو دور کرنے کے لیے کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ مزاح نگار اپنے فن کے ذریعے سماج کو بدلنے اور اسے راہ دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مزاح نگار ادب میں منفرد مقام کا حامل ہوتا ہے۔

### اپنی معلومات کی جانچ

1. انسان کو حیوان ظرف کیوں کہا جاتا ہے؟

2. مزاح میں کن باتوں سے احتراز ضروری ہے؟

## 20.4 ادب اور مزاح

ادب انسانی زندگی کا ایسا مظہر ہے جس میں خواب بھی ہیں اور تخیل بھی، زندگی کی سچائی بھی ہے اور اپنے زمانے کی روح بھی اس میں موجود ہوتی ہے۔ ادب میں تہذیبی اور انسانی قدریں، میراث، تجربے، خیالات اور جذبات موجود ہوتے ہیں۔ ادب میں زندگی کے حقائق موثر ترین انداز میں پیش کیے جا سکتے ہیں اور اس اثر انگیزی کا ایک محرک مزاح بھی ہے۔ ہر زبان کے ادب میں مزاح ایک اہم مقام رکھتا ہے اور جب ہم کسی زبان میں موجود مزاحیہ ادب کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس دور کے تمدنی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی حالات سے بھی آگہی حاصل کرتے ہیں۔ مزاحیہ ادب ملک اور قوم کے فکری رجحانات بھی پیش کرتا ہے اور تہذیبی روایات کی عکاسی بھی کرتا ہے۔ مزاح نگار کا کمال یہ ہے کہ وہ زندگی کے حقائق کو ہنسی میں اس طرح پیش کر دیتا ہے کہ تہذیب اور شائستگی کی حدوں میں رہ کر حیات انسانی کے نازک پہلو سامنے آ جائیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ غور و فکر کی راہیں کھلتی ہیں۔ ڈاکٹر محمد حسن کا خیال ہے کہ:

> ''مزاحیہ ادب صرف تبسم ہی کی نہیں غور و فکر کی بھی دعوت دیتا ہے' خصوصاً مسلمات یا مفروضہ مسلمات پر نظر ثانی کی دعوت دیتا ہے اس لیے اچھے مزاح کا رخ محض اعصاب کی طرف نہیں ہوتا پوری شخصیت کی طرف ہوتا ہے''
>
> (ماہنامہ شب خون الہ آباد۔ جولائی 1966)

ادب کے موضوعات میں فرد، ماحول، سماج، فطرتِ انسانی، تہذیب اور ہر وہ چیز شامل ہوتی ہے جس کا تعلق انسانی زندگی سے ہے۔ مزاح نگار بھی انہیں موضوعات پر بات کرتا ہے لیکن مزاح کے پیرائے میں۔ مزاح کے لیے وہ مزاحیہ کردار کا سہارا لیتا ہے، اظہار میں شوخی شامل کرتا ہے، ناہموار الفاظ استعمال کر کے تحریر میں مزاح کی کیفیت پیدا کرتا ہے ، ذو معنی الفاظ کے استعمال سے اپنی تحریر میں مزاح کا رنگ بھرتا ہے اور حالات و واقعات کا تجزیہ اپنے خاص مزاحیہ انداز میں کرتا ہے۔ متضاد اور غیر متعلق چیزوں کو ایک دائرے میں سمیٹ کر اس کے ذریعہ بھی وہ مزاح پیدا کرتا ہے۔

مزاح نگار کسی بھی بات میں مزاح پیدا کر سکتا ہے لیکن اہم بات یہ ہے کہ وہ اسی بات پر توجہ دیتا ہے جس میں اس کی دلچسپی ہوتی ہے۔ اس کا تعلق خاطر اسے اکساتا ہے کہ وہ اس بات پر اپنی ظرافت کا استعمال کرے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کہتے ہیں:

> ''مزاح نگار جس چیز پر ہنستا ہے 'اس سے محبت کرتا ہے اور اسے اپنے سینے سے چمٹا لینا چاہتا ہے ''
>
> (اردو ادب میں طنز و مزاح۔ ص 73)

اچھا مزاح نگار یہ جانتا ہے کہ کسی بات سے مزاح کا پہلو کیسے پیدا کیا جائے۔ اکبر الہ آبادی نے کبھی کبھی انگریزی الفاظ کے ذریعے بھی مزاح پیدا کیا۔ یہ شعر دیکھیے جس میں وہ مفلسی کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

محبوبہ بھی رخصت ہوئی ساقی بھی سدھارا     دولت نہ رہی پاس تو اب ''ہی'' ہے نہ ''شی'' ہے

کسی شخص کا حلیہ بیان کرتے ہوئے بھی مزاح پیدا کیا جاسکتا ہے۔ مشتاق احمد یوسفی اپنی آپ بیتی میں ایک انگریز بینک افسر کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں۔

''کمرے میں داخل ہونے سے پہلے ہم نے اپنی دائیں ہتھیلی کا پسینہ پونچھ کر ہاتھ مصافحہ کے لیے تیار کیا۔ سامنے کرسی پر ایک نہایت بارعب انگریز نظر آیا۔ سر بیضوی اور ویسا ہی صاف اور چکنا' جس پر پنکھے کا عکس اتنا صاف تھا کہ اس کے بلیڈ گنے جاسکتے تھے ........ بھرے بھرے چہرے پر سیاہ فریم کی عینک۔ کچھ پڑھنا یا پاس کی چیز دیکھنی ہوتو ماتھے پر چڑھا کر اس کے نیچے سے دیکھتا تھا۔ دور کی چیز دیکھنی ہو تو ناک کی پھننگ پر رکھ کر اس کے اوپر سے دیکھتا تھا........'' (زرگذشت۔صفحہ 25)

مزاح نگار ایک طرح سے سماج اور قوم کے لیے رہبری کا کام بھی کرتا ہے وہ زندگی کے حقائق کو اپنے مخصوص انداز میں پیش کر کے انسانی ذہن کو متوجہ کرنے کا اہم فریضہ انجام دیتا ہے۔ اس لئے یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ مزاح نگار تعمیری اور اصلاحی کام بھی کرتا ہے لیکن اس طرح کہ اس میں خوش دلی، شگفتگی اور ظرافت کا عنصر نمایاں طور پر دکھائی دے۔

ایسی تحریریں جن میں شگفتگی نہ ہو قاری کے لیے بوریت کا سبب بنتی ہیں۔ تحقیقی اور تنقیدی ادب پارے عام آدمی کے لیے اس لیے دلچسپ نہیں ہوتے کہ ان میں شگفتگی کا فقدان ہوتا ہے لیکن بعض محققین اور نقاد اپنی تحریروں میں شوخی اور ظرافت شامل کر کے اسے دلچسپ بنا دیتے ہیں اور ایسی تحریر قاری کے دل کو چھو لینے میں کامیاب ہوتی ہے۔ پروفیسر گیان چند جین کے تحقیقی کارناموں سے اردو کا ہر طالب علم واقف ہے۔ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ تحریر کو شگفتہ ہونا چاہیے۔ وہ لکھتے ہیں:

''اگر تحقیقی تحریر کا مقصد یہ ہے کہ اسے پڑھا جائے اور پڑھنے والا اس میں دل چسپی لے تو میں شگفتگی کو اس کا عیب نہیں' حسن قرار دوں گا'' (حقائق۔صفحہ 86)

چناں چہ ان کی تحریروں میں یہ وصف موجود ہے۔ میر حسن کی مشہور مثنوی سحرالبیان میں وزیرزادی نجم النسا شہزادے کی تلاش میں جوگن کے بھیس میں نکلتی ہے۔ میر حسن نے جوگن کو بیش قیمت کپڑوں اور زیورات سے لاد دیا۔ پروفیسر گیان چند لکھتے ہیں:

''یہ جوگن ہے یا مرغِ زریں۔ میر حسن نے بیش بہا لوازم کے لپکے میں اسے معجونِ مرکب بنا دیا۔ زری کے لہنگے' دوپٹے اور زمرد کے مندرے اور تسبیح والی جوگن نہ دیکھی نہ سنی۔ یہ تو جوں ہی شہر کے باہر نکلتی کوئی غرض مند اللہ کا بندہ سارا زمرد اور زری چھین کر ننگا منگا کر دیتا'' (اردو مثنوی شمالی ہند میں۔ جلد اول۔صفحہ 332)

## اپنی معلومات کی جانچ

1. مزاح نگار کو سماج و قوم کا رہبر کیوں کہا گیا؟
2. تنقید و تحقیق میں شگفتہ بیانی اختیار کرنے کی رائے کس نے دی؟

## 20.5 طنز کیا ہے؟

ادب کا تعلق انسانی زندگی کی مختلف جہتوں سے ہوتا ہے جس میں ایک جہت نشاط و مسرت ہے۔ زندگی کے اسی پہلو کو جب ادیب پیش کرتا ہے تو اس کی تحریر میں ایک ایسی شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ نشاط اور انبساط ہیں۔ ادیب اور شاعر اپنے قاری کے لیے ایسے ہی لمحات مہیا کرتے ہیں اور اپنے ظرافت آمیز اظہار کے ذریعہ کبھی مزاح اور کبھی طنز اور کبھی ان دونوں کے امتزاج سے اپنے قاری کی دلبستگی کا سامان مہیا کرتے ہیں۔

طنز ایک ایسا پیرایہء اظہار ہے جس میں نشتریت اور چبھن موجود ہوتی ہے۔ یہ نشتریت اور چبھن اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ادیب پر برہمی کا

جذبہ طاری ہوتا ہے۔ڈاکٹر وزیر آغا یوں اظہار خیال کرتے ہیں......:

''طنز زندگی سے برہمی کا نتیجہ ہے اور اس میں اغلب عنصر نشتریت کا ہوتا ہے۔طنز نگار جس چیز پر ہنستا ہے اس سے نفرت کرتا ہے اور اسے تبدیل کرنے کا خواہاں ہے '' (اردو ادب میں طنز و مزاح۔ص 73)

طنز نگار کا مقصد محض تفریح طبع نہیں بلکہ اصلاح ہوتا ہے۔طنز اور مزاح ایک دوسرے سے بہت قریب ہیں۔مزاح ہنسی کے فوارے بکھیرتا ہے جب کہ طنز ہنسی کے ساتھ ساتھ نشتریت کا بھی حامل ہوتا ہے۔ طنز ایک طرح کی تنقید ہے جس میں زندگی کے تلخ حقائق چبھتے ہوئے انداز میں پیش کیے جاتے ہیں۔طنز راست بھی ہوسکتا ہے اور بالواسطہ بھی۔

طنز اور مزاح میں گہرا تعلق ہے یہ دونوں ایک دوسرے سے اس طرح گتھے ہوئے ہوتے ہیں کہ کبھی کبھی ان میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔طنز کی کاٹ صرف اس لیے نہیں ہوتی کہ زندگی کی ناہمواری کو پیش کر دیا جائے بلکہ اس کے پیچھے یہ مقصد بھی ہوتا ہے کہ قاری ان ناہمواریوں پر غور کر کے اس کے سدباب کا طریقہ اختیار کرے۔طنز کی کاٹ دل کو چیرتی ہوئی انسانی ذہنوں کو زیادہ متحرک کر دیتی ہے۔رشید احمد صدیقی کے مطابق طنز کو ذاتی دشمنی اور تعصب سے دور رہنا چاہیے وہ لکھتے ہیں:

''بہترین طنز کی اساسی شرط یہ ہے کہ وہ ذاتی عناد و تعصب سے پاک اور ذہن و فکر کی بے لوث برہمی یا شگفتگی کا نتیجہ ہو'' (طنزیات و مضحکات۔ص 26)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ طنز کا مقصد کیا ہے۔طنز ایک ایسا حربہ ہے جو سماج کے بے تکے پن کو اس طرح پیش کرتا ہے کہ اصلاحی پہلو اجاگر ہو جائے۔وہ قاری کی انگلی پکڑ کر اسے نہیں چلاتا بلکہ غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔اپنے ترش و تند اور چبھتے ہوئے انداز سے قاری کو مجبور کر دیتا ہے کہ وہ سوچے اور اپنی استعداد کے مطابق صحیح نتائج تک رسائی حاصل کرے۔طنز نگار معاشرے کی دکھتی رگوں کو چھیڑتا ہے،کوتاہیوں اور حماقتوں کی نشان دہی کرتا ہے اور راست چوٹ کرنے کی بجائے بالواسطہ طور پر مسائل کی طرف متوجہ کرتا ہے۔لیکن طنز کا ایک اہم عنصر تہذیب اور شائستگی ہے۔اگر طنز تہذیب اور شائستگی کی حدوں کو پار کر جائے تو پھر وہ ہجو اور ابتذال بن جاتا ہے۔

### اپنی معلومات کی جانچ

1. ڈاکٹر وزیر آغا نے طنز کی تعریف کس طرح کی ہے؟
2. رشید احمد صدیقی نے طنز کی اساسی شرط کیا بتائی ہے؟

---

## 20.6 طنز اور مزاح کا باہمی ربط

طنز و مزاح کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔خالص مزاح صرف ہنسی کے فوارے بکھیر سکتا ہے جب کہ مزاح کے ساتھ طنز کا کاٹ تحریر کو تعمیری قدروں سے ہم آہنگ کر دیتا ہے۔اچھے طنز کے لیے ضروری ہے کہ اس میں مزاح کا عنصر شامل رہے۔دوا اگر کڑوی ہو تو اسے شکر میں لپیٹ کر دیا جاتا ہے۔کچھ یہی حال طنز و مزاح کا بھی ہے۔

ایک زمانہ وہ بھی تھا جب طنز و مزاح کو اعلیٰ ادب میں شمار نہیں کیا جاتا تھا۔اس کی وجہ شائد یہ رہی ہو کہ ابتدائی طنز و مزاح میں سوقیانہ پن غالب تھا۔رنگین 'جرأت ' جان صاحب وغیرہ کے ہاں ابتذال نمایاں ہے۔لیکن سودا کا قصیدۂ تضحیک روزگار اس دور کے فوجی نظام پر گہرا طنز ہے۔اس دور میں طریقہ یہ تھا کہ سپاہیوں کو گھوڑا دے دیا جاتا تھا اور انھیں اخراجات کی پابجائی کے لیے کچھ رقم سالانہ دی جاتی تھی اور جب کبھی ضرورت پڑتی تو سپاہی کو جنگ میں شریک ہونے کے لیے طلب کیا جاتا تھا۔لیکن جو رقم دی جاتی تھی وہ اتنی کم ہوتی تھی کہ سپاہی کی ضروریات کے لیے ہی ناکافی ہوتی تھی چناں چہ گھوڑے پر کم ہی خرچ ہوتا اور اس طرح گھوڑا مریل اور لاغر ہو جاتا تھا۔اسی صورت حال کو سودا نے اپنے قصیدے میں پیش کیا۔یہ قصیدہ بظاہر تو گھوڑے کی ہجو میں لکھا گیا ہے لیکن دراصل اس عہد کے نظام پر کڑی تنقید ہے۔کچھ شعر دیکھیے۔

نوکر ہیں سو روپے کے دیانت کی راہ سے
گھوڑا رکھیں ہیں ایک سو اتنا خراب و خوار
نہ دانہ و نہ کاہ نہ تیمار نہ سئیس
رکھتا ہو جیسے اسپ گلی طفل شیر خوار
نا طاقتی کا اس کے کہاں تک کروں بیاں
فاقوں کا اس کے اب میں کہاں تک کروں شمار

آہستہ آہستہ طنز و مزاح کو اعتبار حاصل ہونے لگا۔ غالب کے خطوط اور اکبرالہ آبادی کی شاعری نے طنز و مزاح کو کچھ اس طرح فروغ دیا کہ وہ محض ٹھٹول کی بجائے ادب میں ایک مقام حاصل کرنے لگا ۔اودھ پنچ نے بھی اس ضمن میں نمایاں کردار ادا کیا اور طنز و مزاح کی صنف مقصدی اعتبار سے بہت کامیاب ثابت ہوئی۔

### اپنی معلومات کی جانچ

1. ابتدائی دور کے کن شاعروں کے ہاں ابتذال ملتا ہے؟
2. ادبی اعتبار سے طنز و مزاح کو ابتدا میں کس نے فروغ دیا؟

## 20.7 خلاصہ

انسانی زندگی میں خوشی اور غم کے جذبات بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ مسائل پر قابو پانے کے نتیجے میں انسان جب خوش ہوتا ہے تو غیر ارادی طور پر وہ ہنسنے لگتا ہے۔ کسی مضحکہ خیز واقعے ، لطیفے یا مزاحیہ فقرے سے بھی اسے ہنسی آتی ہے۔ مزاح ایک فطری جذبہ ہے جس کی بنیاد خوش طبعی ہے۔ مزاح تناؤ کے ماحول کو خوش گوار بناتا ہے اور انسان کی مسائل سے نمٹنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔ مزاح کا ایک اہم عنصر اعتدال ہے۔ ایسا مزاح جس سے کسی کو تکلیف پہنچے وہ لائق تحسین نہیں ہوسکتا۔ بہت زیادہ شوخی سے بھی مزاح پھکڑ پن میں بدل جاتا ہے جو ناگواری کا سبب بن جاتا ہے۔ ادب اور مزاح کا آپس میں گہرا تعلق ہے کیوں کہ ادب انسانی زندگی کا مظہر ہوتا ہے۔ اسی لیے ہر زبان کے ادب میں مزاح ایک اہم مقام رکھتا ہے۔ مزاح نگار سماج اور قوم کی رہبری کا اہم فریضہ انجام دیتا ہے۔ وہ زندگی کے حقائق کو مزاح کے روپ میں پیش کر کے مسرت بکھیرنے کے ساتھ ساتھ قاری کو ان کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ طنز میں نشتریت اور چبھن ہوتی ہے۔ طنز کا مقصد محض تفریح نہیں بلکہ اصلاح ہے۔ طنز ایک طرح کی تنقید ہے جس کے ذریعے طنز نگار اپنے قاری کو زندگی کی ناہمواریوں سے آگاہ کرتا ہے۔ وہ معاشرے کی دکھتی رگوں کو چھیڑتا ہے۔ طنز میں بھی شائستگی اور اعتدال اہم ہیں ورنہ وہ ہجو یا ابتذال میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ طنز اور مزاح میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ابتدائی زمانے میں طنز و مزاح کو دوسرے درجے کی تخلیق سمجھا جاتا تھا لیکن آہستہ آہستہ اسے اعتبار حاصل ہونے لگا اور آج طنز و مزاح نگار زیادہ مقبولیت کے حامل ہیں۔

## 20.8 نمونہ امتحانی سوالات

ذیل کے سوالوں کے جوابات تیس سطروں میں لکھیے۔

1. مزاح کیا ہے؟ مفصل تحریر کیجیے۔
2. طنز اور مزاح کی تعریف لکھیے اور ان کے باہمی ربط پر اظہار خیال کیجیے۔

ذیل کے سوالوں کے جوابات پندرہ سطروں میں لکھیے۔

1. ہنسی کی وضاحت کرتے ہوئے انسانی زندگی میں اس کی اہمیت واضح کیجیے۔
2. طنز کی تعریف کیجیے اور بتایئے کہ طنز کس طرح اصلاح کا کام انجام دیتا ہے؟
3. طنز و مزاح کی ادبی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔

## 20.9 فرہنگ

| | | | |
|---|---|---|---|
| ہالہ | دائرہ | فراموش کرنا | بھول جانا |
| نامساعد حالات | کٹھن حالات | اسپ گلی | مٹی کا گھوڑا |
| سئیس | سائیس، گھوڑوں کی دیکھ بھال کرنے والا | عناد | دشمنی |
| رُوم | رونگٹا، موئے تن | | |

## 20.10 سفارش کردہ کتابیں


| | |
|---|---|
| اردو ادب میں طنز و مزاح | ڈاکٹر وزیر آغا |
| اردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت | ڈاکٹر خالد محمود |
| اودھ پنچ کی ادبی خدمات | پروفیسر رزاق فاروقی |
| ہندوستانی طنز و مزاح نمبر | ماہنامہ شگوفہ |
| طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ | خواجہ عبدالغفور |
| آزادی کے بعد اردو نثر میں طنز و مزاح | نامی انصاری |
| طنز و مزاح کا تنقیدی جائزہ | خواجہ عبدالغفور |


..................